رجسٹرڈ نمبر ایل ۵ ۳ ۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶ | ۳۰ - جولائی ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | ۲۰ شوال ۱۳۳۶ ہجری | نمبر ۹

مدینۃ المسیح

یکم اگست سے تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ کھل جائیں گے طلباء کو اس تاریخ تک ضرور پہنچ جانا چاہیے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب بمبئی سے حیدر آباد وغیرہ ہوتے ہوئے ۲۰ کو واپس تشریف لے آئے ہیں۔

موسم نہایت گرم ہے۔ دوران ایام میں بھی کوئی بارش نہیں ہوئی۔ گرانی اجناس دن بدن بڑھ رہی ہے۔

خدا کے فضل و کرم سے یہاں کسی موسمی عارضہ کی شکایت نہیں ہے۔

اخبار احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل و کرم سے ترقی کر رہی ہے۔ ڈاک کے کام کے لئے ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیر ڈلہوزی جا چکے ہیں۔ اور شیخ یعقوب علی صاحب واپس آ گئے ہیں۔ امید ہے ماسٹر صاحب موصوف حضرت اقدس کی روزانہ ڈائری۔ اور دلچسپ حالات لکھ کر بھیجنے کی کوشش کریں گے۔ اس وقت تک حضرت خلیفۃ المسیح کے ملفوظات کو قلمبند کرنے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں "خطبہ جمعہ" ایسی ضروری چیز بھی شائع ہونے کے لئے میسر نہیں آ سکی۔ جس کی بڑی سختی سے ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔

نو احمدی

برادر منشی منظور احمد صاحب شاہپور سے ساہیوال میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ آپ نے وہاں ڈاکٹر محمد شفیع صاحب وٹرنری اسسٹنٹ کو تبلیغ کی اور خدا تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب موصوف کو حق کے قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ چنانچہ آپ سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ استقامت بخشے۔

بصرہ میں عید

برادر عبد اللہ صاحب جمعدار دعا کے لئے درخواست کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔ کہ یہاں عرب میں ۱۱۔ جون کو روزہ شروع ہوا اور ۱۰۔ جولائی کو عید ہوئی۔

درخواستہائے دعا

برادر مرزا اعظم بیگ صاحب میسوپوٹیمیا سے تمام احمدی برادران سے اپنی اور دیگر میدان جنگ

میں کام کرنے والے احمدی احباب کی صحت وسلامتی وخدمات دین وغیرہ کے لئے اور راجہ غلام احمد خاں صاحب ملک کشمیر سے اپنی فلاح دارین کے لئے برادر عطا محمد صاحب جہلم کا لڑکا مسمی عبد الحی بیمار ہے ان سب کے لئے دعا کی جائے۔

نماز جنازہ برادر عبد العزیز صاحب ملک سنجر سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ حکیم مراد علی صاحب احمدی جو سلسلہ کے مخلص ممبر تھے۔ وزیر آباد میں بروز عید فوت ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

اعلان نکاح ۲۲۔ جون ۱۹۱۸ء کو سید عزیز الرحمن بریلوی کی لڑکی نصرت النساء کا نکاح ڈاکٹر عطاء الدین صاحب وٹرنری گریجویٹ سے پانچسو روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے پڑھا۔ خطبہ میں حضرت نے جماعت کو اس طرف توجہ دلائی کہ وہ تقویٰ کو ہی معیار شرافت سمجھیں اور ذات پات کی اُلجھنوں سے حتی الامکان بچیں اور سید صاحب کے نمونہ پر اظہار خوشنودی فرمایا۔

النظر

حجۃ قاطعہ یہ ایک ۲۲ صفحہ کا رسالہ ہے جس میں جناب مولوی سید ارادت حسین صاحب احمدی رئیس اورین ضلع مونگیر نے مولوی محمد علی صاحب کانپوری مشہور بہ ابو احمد رحمانی مونگیری کے ان اکاذیب واباطیل کی تردید کی ہے جو مولوی صاحب مذکور نے جناب حکیم خلیل احمد صاحب مبلغ احمدیت کے رسالہ "اسرار نہانی۔ ابو احمد رحمانی" کے خلاف اپنے اور عزیزوں کے نام سے مشتہر کئے۔ اور اس میں مندرجہ ذیل تین چیلنج جناب حکیم خلیل احمد صاحب کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب مونگیری کو دیئے گئے ہیں۔ (۱) مولوی محمد علی صاحب اپنے خوابوں کے بارے میں حکیم صاحب سے بحث کریں اور اپنے خوابوں کی صداقت ثابت کریں۔ کہ آنحضرت سے ننگا ہونا۔ اور ان کے ساتھ صحبت کرنا ولایت کی علامت ہے۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب مونگیری کو دعویٰ ہے (۲) حضرت مسیح موعود کی صداقت پر بحث کریں۔ (۳) اگر مولوی صاحب اپنے اشتہارات اور رسالجات کو حق سمجھتے ہیں۔ تو مجمع میں مؤکد بہ عذاب قسم کھائیں۔ رسالہ سفید بیز کاغذ پر عمدہ چھپا ہے۔ اور مندرجہ بالا پتہ سے صرف محصولڈاک بھیجنے سے مل سکتا ہے۔ احباب ضرور منگوا کر پڑھیں۔ اور غیر احمدیوں میں تقسیم کریں۔

نظم

آریوں کو نصیحت

بہت ہی تاسف ہے ان آریوں پر
جو بے قابو رکھتے ہیں اپنی زباں کو
لگے کہنے فتنہ ہے "درثمین" بس
مٹا دیویں ہم اس کے نام ونشاں کو
وہ مل جل کے باہم لگے شور کرنے
لگے راست کرنے وہ اپنی کماں کو
جو بوچھاڑ تیروں کی "الفضل" نے کی
تو بھولے وہ اپنی شجاعت کی شاں کو
چلایا تھا جس تیر "درثمین" پر
لگا ستیارتھ کی رگ گھلئے جاں کو
ہے برعکس نام اس کا ثابت کیا یہ
اسنت اس کا دکھلایا سارے جہاں کو
غلامان احمد کی ہمت پہ قرباں
سمجھتے ہیں روباہ شیر ژیاں کو
ہے حیراب دیانندیوں کی اسی میں
نہ للکاریں وہ لشکر قادیاں کو

جسٹس اللہ دتا احمدی سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی سالانہ جلسہ کی تقریروں کے متعلق ضروری اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سالانہ جلسہ پر جو اہم اور ضروری مسائل پر تقریریں فرمائی تھیں۔ اور جن کا احباب بہت انتظار کر رہے تھے ان کی کتابت شروع کرادی گئی ہے۔ اور انشاء اللہ عنقریب شائع ہو جائینگی چونکہ آجکل کاغذ بہت گراں قیمت پر ملتا ہے اور چھپوائی وغیرہ کے اخراجات بھی بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے اتنی ہی تعداد میں تقریریں چھپوائی جائیں گی۔ جن کے نکل جانے کا یقین ہوگا۔ کیونکہ زیادہ تعداد میں چھپوا کر ان کے فروخت ہونے کا انتظار کرنا موجودہ حالات میں مشکل ہے۔ اس لئے یہ اعلان کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ جو احباب تقریروں کے مجموعہ کو خریدنا چاہیں وہ اطلاع دیں اور ساتھ ہی ۱۲؍ فی کاپی معہ محصولڈاک کے حساب پیشگی قیمت بھی مرحمت فرما دیں۔ اس طرح جہاں تقریروں کے چھپوانے کا اندازہ یقینی طور پر لگایا جاسکیگا۔ وہاں ان کے چھپوانے میں بھی بہت زیادہ آسانی اور سہولت ہو جائیگی۔ تقریروں کی لکھوائی چھپوائی اور کاغذ کا انشاء اللہ خاص خیال رکھا جائیگا۔ اور ۲۰×۲۶/۸ کے قریباً ڈیڑھ سو صفحات کی کتاب ہوگی۔ امید ہے کہ احباب بہت جلدی اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ انجمن احمدیہ کے سکرٹری صاحبان سے خاص طور پر گذارش کیجاتی ہے۔ کہ جلدی توجہ فرمائیں اور جو صاحب تقریریں خریدنا چاہیں ان سے قیمت وصول کرکے میرے نام ارسال فرما دیں۔ کتاب شائع ہونے پر جس قدر جلدوں کی قیمت وصول ہوگی۔ وہ ان کی خدمت میں ارسال کردیجائینگی اس طرح محصولڈاک میں بہت فائدہ رہیگا

خاکسار غلام نبی۔ ایڈیٹر الفضل قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان - ۳۰ - جولائی سنہ ۱۹۱۸ء

بانیٔ آریہ سماج کی دل آزار اور خطرناک تحریروں پر سرسری نظر

گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے قابل

"ستیارتھ پرکاش" ضرور ضبط ہونی چاہئیے۔

آریہ اخبارات کے مضحکہ خیز عذرات

(۱۰)

ہم "الفضل" کے متعدد نمبروں میں پنڈت دیانند صاحب بانیٔ آریہ سماج کی کتاب "ستیارتھ پرکاش" کے حوالجات سے ثابت کر چکے ہیں کہ اس میں تمام مذاہب کے پیروؤں کی سخت دل آزاری اور دلشکنی کی گئی ہے۔ اور ان کے مذہبی معتقدات و قابل احترام بزرگوں کے متعلق سخت گندے اور تکلیف رساں الفاظ استعمال کر کے بہت دکھ پہنچایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہم یہ بھی دکھا چکے ہیں۔ کہ اس کتاب میں گورنمنٹ برطانیہ ایسی محسن اور رعایا پرور حکومت کے خلاف نفرت اور حقارت پھیلانے اور اسے ضعف و نقصان پہنچانے کی بڑے زور سے تعلیم دی گئی ہے۔ نیز ہم یہ بات بھی پایہ ثبوت تک پہنچا چکے ہیں۔ کہ اس کتاب میں آریہ صاحبوں کو دیگر مذاہب کے لوگوں کو دکھ اور تکلیف پہنچانے۔ ان کی تذلیل و تخریب میں مشغول رہنے اور ان کے ساتھ برا سلوک کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ان تمام باتوں میں سے ہر ایک بجائے خود اس قدر خطرناک اور فتنہ انگیز ہے کہ اس کی وجہ سے "ستیارتھ پرکاش" کا ضبط کیا جانا نہایت ضروری ہے۔ لیکن جبکہ یہ ساری کی ساری باتیں اس میں پائی جاتی ہیں جیسا کہ ہم "ستیارتھ پرکاش" کے اصل الفاظ سے ثابت کر چکے ہیں۔ تو پھر اس کے ضبط کئے جانے کی ضرورت حد سے بڑھ جاتی ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ضرور اس طرف توجہ کر کے ان فسادات اور خطرات کا سد باب کرے گی جو "ستیارتھ پرکاش" کی دل آزار تحریروں۔ غیر وفادارانہ تلقینوں اور خطرناک تعلیموں کی وجہ سے پیدا ہونے لازمی اور ضروری ہیں۔ اور اس طرح اپنی بیشمار رعایا کے دکھے ہوئے دلوں اور زخمی سینوں پر مرہم رکھیگی۔

گورنمنٹ عالیہ کو ہم ایمانداری اور نیک نیتی کے ساتھ یقین دلاتے ہیں۔ کہ پنڈت دیانند صاحب کے وہ دل آزار الفاظ جو انہوں نے خدا تعالےٰ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ قرآن شریف اور دیگر اسلامی معتقدات کے متعلق "ستیارتھ پرکاش" میں استعمال کئے ہیں۔ ان سے ہمیں اس قدر تکلیف اور دکھ پہنچ رہا ہے۔ کہ جس کو ہم بیان نہیں کر سکتے ایک ایک لفظ ہمارے لئے تیر اور ایک ایک فقرہ ہمارے لئے خنجر ہو رہا ہے۔ اور نہ صرف ہمارا ہی یہ حال ہے۔ بلکہ ان تمام لوگوں کا یہی حال ہے جن کے اعتقادات کے خلاف "ستیارتھ پرکاش" میں درافشانی کی گئی ہے۔

اس لئے ہم بڑے ادب لیکن پورے زور کے ساتھ اپنے دکھ اور تکلیف کو گورنمنٹ کے سامنے پیش کر کے اس کے دور کرنے کی گذارش کرتے ہیں۔

ہم مسلمانوں پر جو خدا تعالےٰ کے نام پر اپنی جان تک دے دینے کو سعادت دارین سمجھتے ہیں اور صرف سمجھتے ہی نہیں۔ بلکہ اس کی نظیریں بھی موجود ہیں۔ کس قدر ظلم اور ستم ہے کہ ہمیں ستانے اور دکھ دینے کے لئے "ستیارتھ پرکاش" میں خدا تعالےٰ کے متعلق ایسے ایسے سخت الفاظ لکھے گئے ہیں۔ جن کو پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ہم لہو کے گھونٹ پی کر گورنمنٹ کے عدل پر بھروسہ کئے خاموش بیٹھے ہیں۔ ورنہ ہمیں ستانے اور اشتعال دلانے میں کوئی کمی نہیں کی گئی۔ کیا مندرجہ ذیل الفاظ جو "ستیارتھ پرکاش" میں خدا تعالےٰ کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں۔ ہمارے لئے کوئی کم صبر آزما ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ان کے برداشت کرنے میں ہمیں ساری قوت صبر و قرار صرف کرنی پڑی ہے۔ گورنمنٹ عالیہ ان الفاظ پر غور کرے اور دیکھے کہ ہمیں کس قدر دکھ اور تکالیف پہنچ رہی ہے۔

"ستیارتھ پرکاش" کے مفصل حوالجات معہ صفحوں کے تو ہم پہلے درج کر چکے ہیں۔ اب مزید توجہ دلانے کے لئے صرف مختصر الفاظ درج کرتے ہیں

جو اس "ستیارتھ پرکاش" سے لئے گئے ہیں۔ جو رادھاکشن مہتہ نے "مستند اردو ترجمہ" کرکے شائع کی ہے۔

پنڈت دیانند صاحب نے خدا تعالیٰ کی شان میں مندرجہ ذیل ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں۔

شیطان سے بڑھ کر شیطنت کا کام کرنے والا عورتوں میں غلطان۔ لاف زن۔ مکاری پھیلانیوالا شیطان سے باتیں سیکھنے والا جھوٹا۔ فریبی گڑبڑ مچانے والا۔ شیطان کا شیطان۔ بھان متی کا تماشا کرنے والا۔ ڈاکہ مارنے والا۔ اندھا دھند رچنے والا امن میں خلل ڈالنے والا۔ مداری۔ شیطان کا بڑا بھائی۔ بے سمجھ جاہل۔ اندرجال کا تماشہ کرنیوالا مطلب برار۔ عورتوں کو دام میں لانے والا۔ تماشہ گر گھر کا اندرونی بیرونی انتظام کرنے والا۔ خدمتگار بیویاں لانے والا حجام۔ وغیرہ وغیرہ

پنڈت دیانند صاحب کے مندرجہ بالا دل آزار اور تکلیف دہ الفاظ استعمال کرنے سے نہ تو کوئی عقلمند اور سمجھدار انسان اسلام کو جھوٹا کہہ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کی سمجھ میں آریہ دھرم کی صداقت آسکتی ہے۔ پھر سوائے اس کے کہ یہ الفاظ ہمیں دکھ دینے کے لئے لکھے گئے ہیں اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی ذات بے مثل سے دوسرے درجہ پر مسلمانوں کے نزدیک جو وجود قابل عزت و توقیر ہے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے۔ آپ کے ساتھ مسلمانوں کو جس قدر عقیدت ہے اس کو نہایت ہی مختصر الفاظ میں ایک بزرگ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کہ خدا تعالےٰ کے بعد اگر کوئی چیز ہمارے لئے قابل عزت و احترام ہے۔ تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود پاک ہے۔ اس پاک اور مقدس انسان کی نسبت جس کی ہمارے دل میں اس قدر تکریم ہے۔ جو کچھ پنڈت دیانند صاحب نے لکھا ہے۔ وہ بھی ہمارے لئے کچھ کم غم و اندوہ کا موجب نہیں ہے۔ گورنمنٹ عالیہ ان الفاظ کو دیکھے اور ہماری حالت پر غور کرے۔ کہ ان کے ذریعہ ہمیں کس قدر تکلیف اور رنج پہنچ رہا ہے۔ پنڈت صاحب نے رسول کریم کو تماشہ گر بدنیت۔ مطلب سادھ دوسروں کا کام بگاڑنے والا۔ جھوٹا۔ غیر معتبر۔ خدا کے نام سے مطلب براری کرنے والا۔ عورتوں مردوں کو لالچ دینے والا۔ لوگوں کو جال میں پھنسانے والا۔ گوکلئے گوسائیوں کی ہمسری کرنے والا۔ خونی بے حیا۔ شہوت پرست۔ جنگلی آدمی۔ شہوت راں بہو پر ہاتھ صاف کرنے والا۔ چالاک۔ ایذا رساں دوسروں کی عورتوں پر عاشق ہونے والا۔ بدچلن۔ عورتوں سے ناجائز تعلق رکھنے والا۔ وغیرہ وغیرہ لکھا ہے۔

اس قسم کے گندے اور ناپاک الفاظ اس انسان کی نسبت سن کر جسے ہم نہایت ہی مقدس مانتے ہیں۔ اور جس کی ذات کو چھوٹے سے چھوٹے دھبے سے بھی پاک سمجھتے ہیں۔ جو تکلیف ہم محسوس کر رہے ہیں وہ ہمارے ہی دل جانتے ہیں۔

پھر قرآن کریم کے متعلق جسے ہم خدا کا کلام سمجھتے ہیں جو کچھ کہا گیا ہے اس سے بھی ہمیں بہت ہی دکھ پہنچ رہا ہے۔ مثلاً یہ کہا گیا ہے۔ کہ قرآن کسی متعصب آدمی کی تصنیف ہے۔ جہالت سے پُر ہے۔ قرآن کا مصنف ایک نہیں۔ بلکہ بہت سے آدمی ہیں۔ قرآن کسی مکار کی تصنیف ہے بچوں کا کھیل ہے۔ اس میں فحش باتیں درج ہیں۔ کسی سمجھدار انسان کا بھی کلام نہیں ہوسکتا۔ اس میں واہیات باتیں ہیں۔ گناہوں کو فروغ دینے والا ہے خلاف وضع فطری کی بنا قرآن ہے۔ وغیرہ وغیرہ

ان کے علاوہ دیگر اسلامی عقائد کے متعلق بھی نہایت دل آزار الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور یہی سلوک ہر مذہب و ملت کے لوگوں کے مذہبی اعتقادات سے کیا گیا ہے۔ جو نہایت ہی فتنہ و فساد کا موجب ہے۔ اس لئے گورنمنٹ کو چاہئے کہ ضرور "ستیارتھ پرکاش" کو ضبط کرلے۔

گورنمنٹ انگلشیہ کی ہر مذہب کی رعایا کی دل آزاری کرنے کے علاوہ "ستیارتھ پرکاش" میں گورنمنٹ کے خلاف جو تعلیم دی گئی ہے۔ وہ بھی نہایت ہی خطرناک اور تباہی انگیز ہے۔ چنانچہ "ستیارتھ پرکاش" کے حوالجات سے ہم یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچا چکے ہیں۔ کہ پنڈت دیانند صاحب نے اپنی پوری کوشش اور ساری طاقت گورنمنٹ کے خلاف نفرت و حقارت پھیلانے اور اس سے لوگوں کو بددل کرنے میں صرف کی ہے۔ اور نہ صرف اسی پر بس کی ہے۔ بلکہ حکام کی صریح نافرمانی کرنے کی تلقین کی ہے۔ پس ایسی کتاب کی اشاعت کو جس قدر بھی جلدی ہوسکے بند کر دینا چاہئے۔

تاحال اس کی وجہ سے جو نتائج پیدا ہو چکے ہیں ان سے گورنمنٹ ناواقف نہیں ہے۔ پھر نہ معلوم کیوں اس کی ضبطی کو التوا میں ڈالا جارہا ہے۔

"ستیارتھ پرکاش" کی دل آزار اور غیر وفادارانہ تعلیم کے ساتھ ہی اگر اس تعلیم کو بھی ملا لیا جائے جسے اپنے اثرات کے لحاظ سے خونخوارانہ کہنا بجا ہے۔ تو پھر اس کی ضبطی کا سوال بہت ہی زیادہ اہم ہوجاتا ہے امید ہے گورنمنٹ ان تمام امور پر جنہیں ہم نے "الفضل" کے گذشتہ پرچوں میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ پیش کیا ہے اچھی طرح غور کریگی۔ اور ہماری عرضداشت کو قبولیت کا شرف بخشیگی۔

"ستیارتھ پرکاش" کے ضبط کئے جانے کی جو وجوہات ہم نے پیش کی ہیں۔ ان کے معقول اور وزنی ہونے کا اگر آریہ سماجی اعتراف نہ کریں۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ وہ درست اور صحیح نہیں۔ بلکہ محض ضد اور عداوت ہوگی ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ ان کے متعدد اخبارات ہیں۔ لیکن کسی کو بھی جواب دینے کی جرأت نہیں ہوسکی۔ "آریہ گزٹ" اور "آریہ پترکا" یہ تو بار بار کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم "ستیارتھ پرکاش" کو ایسا مانتے ہیں۔ ویسا مانتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس کا وہی درجہ ہے۔ جو مسلمانوں کے نزدیک قرآن شریف کا ہے۔ لیکن ہماری پیش کردہ ان وجوہات میں سے کسی ایک کو بھی تو غلط ثابت نہیں

کر سکے جن کی بنا پر ہم گورنمنٹ کو "ستیارتھ پرکاش" کے ضبط کرنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ اور پھر یہی نہیں کہ ہماری بیان کردہ وجوہات کو غلط یا کمزور نہیں ثابت کر سکے۔ بلکہ "ستیارتھ پرکاش" کے ضبط نہ ہونے کے متعلق جو باتیں پیش کی گئی ہیں۔ وہ بھی نہایت ہی مضحکہ خیز ہیں۔ مثلاً "آریہ گزٹ" ۱۱- جولائی کے پرچہ میں یہ وجوہات پیش کرتا ہے۔ کہ

"ستیارتھ پرکاش" ایک ضخیم اور مستند کتاب ہے۔ اور بہت پرانی کتاب ہے۔"

ان الفاظ میں تین باتیں پیش کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ "ستیارتھ پرکاش" ایک "ضخیم" کتاب ہے۔ دوسری یہ کہ "مستند" ہے۔ تیسری یہ کہ "بہت پرانی" ہے اس لئے ضبط نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن کیا کسی سمجھدار انسان کے نزدیک یہ باتیں قابل ہیں۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" کو ضبط ہونے سے بچالیں۔ ہرگز نہیں۔ ایک دل آزار اور خطرناک تعلیم دینے والی کتاب کا ضخیم ہونا۔ بجائے اس کے ... کہ اسے ضبط ہونے سے بچائے۔ اس کی ضبطی کی بڑی بھاری وجہ ہے۔ اور اس کے ضبط کئے جانے کی ضرورت اور اہمیت کو بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے کیونکہ ایسی کتاب جس قدر ضخیم ہوگی۔ اسی قدر اس میں دل آزار اور فتنہ انگیز تعلیم زیادہ ہوگی۔ اب جب کہ ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ ان وجوہات کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ جن کی بنا پر ہم نے "ستیارتھ پرکاش" کو دل آزار اور گورنمنٹ کے خلاف خیالات پھیلانے والی اور سخت خطرناک تعلیم دینے والی کتاب ثابت کر دکھایا ہے۔ تو وہ خود ہی غور کریں کہ ان کا "ستیارتھ پرکاش" کے ضبط نہ ہونے کی ایک وجہ اس کا ضخیم ہونا پیش کرنا کہاں تک ان کے لئے مفید ہے۔

دوسری بات یہ پیش کی گئی ہے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" "مستند کتاب" ہے۔ اس لئے ضبط نہ ہونی چاہئے۔ اس کی نسبت اول تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کس کے نزدیک مستند ہے؟ کیا گورنمنٹ نے اس کو مستند قرار دیا ہے اگر نہیں تو پھر اس کے مستند ہونے کے کیا معنی؟ آریہ صاحبان کا اس کو مستند کہنا۔ اور وہ بھی اب جبکہ ہماری طرف سے اس کی ضبطی کا سوال اٹھایا گیا ہے۔ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اب تو آریہ صاحبان مستند چھوڑ اسے صریح عقائد کے خلاف وہ درجہ دینے لگ گئے ہیں۔ جو مسلمانوں میں قرآن شریف کو۔ عیسائیوں میں بائیبل کو۔ ہندوؤں میں گیتا کو اور سکھوں میں گرنتھ صاحب کو ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم "ستیارتھ پرکاش" کی پوزیشن کے متعلق مضامین لکھ کر بتا چکے ہیں کہ "آریہ گزٹ" اور "آریہ پترکا" کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ آریہ "ستیارتھ پرکاش" کو وہی درجہ دیتے ہیں۔ جو دیگر مذاہب والے اپنی الہامی کتب کو دیتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ بھی صحیح نہیں۔ کہ آریہ صاحبان "ستیارتھ پرکاش" کو مستند مانتے ہیں۔ کیا ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ بتلا سکتے ہیں۔ کہ آریہ سماج اس "ستیارتھ پرکاش" کو مستند مانتی ہے۔ جو مہاشہ دھرم پال بی۔ اے نے اصل "ستیارتھ پرکاش" کا صحیح ترجمہ کے نام سے شائع کی ہے۔ اگر نہیں۔ تو کیوں؟ وہ بھی تو "ستیارتھ پرکاش" ہی ہے۔ اور اصل "ستیارتھ پرکاش" کا ترجمہ کہلاتی ہے۔ پھر کیا ایسی کتاب کو مستند کہا جا سکتا ہے جس کے ہر ایڈیشن میں کچھ نہ کچھ تغیر و تبدل کیا جاتا ہے۔ اگر نہیں۔ تو "ستیارتھ پرکاش" کو مستند کہنے کا کیا مطلب۔

تیسری بات یہ پیش کی گئی ہے کہ "ستیارتھ پرکاش" بہت پرانی کتاب ہے۔ اس لئے ضبط نہ ہونی چاہئے۔ معلوم نہیں ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ کے نزدیک بہت پرانی کتاب کس کو کہتے ہیں۔ کیا اس کتاب کو بھی بہت پرانی کہا جا سکتا ہے۔ جس پر ایک صدی چھوڑ نصف صدی بھی نہ گذری ہو۔ اگر نہیں۔ تو "ستیارتھ پرکاش" جس کو شائع ہوئے "نصف صدی کے قریب" (دیکھو آریہ پترکا ۶- جولائی) عرصہ ہوا ہے۔ وہ کس طرح بہت پرانی۔ کہلا سکتی ہے۔

یہ تو وہ وجوہات ہیں جو "آریہ گزٹ" نے "ستیارتھ پرکاش" کے ضبط نہ ہونے کے پیش کئے تھے اب ذرا "آریہ پترکا" کی دلیل ملاحظہ ہو۔ جس نے بخیال خود۔ سونار کی اور ایک لوہار کی مثل کے مطابق ایک ہی دلیل دی ہے۔ چنانچہ وہ "ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کے متعلق ہماری آواز کے خلاف لکھتا ہے کہ

"ستیارتھ پرکاش" پر یہ پہلی چوٹ نہیں ہے۔ بلکہ قبل ازیں کئی بار آریہ سماج کے مہربان اس کی ضبطی کے لئے کوشش کر چکے ہیں۔ پورانک (ہندوؤں) بھائیوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ سکھوں نے اس کے خلاف زور لگایا۔ مسلمانوں نے اس کو ضبط کرانا چاہا۔ لیکن ستیارتھ پرکاش کی سخت جانی کہئے۔ یا گورنمنٹ کا انصاف اور مہربانی ہے۔ کہ باوجود اس قدر زبردست جہاد اور کوشش کے ستیارتھ پرکاش کا بال تک بیکا نہیں ہوا۔"

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم نے جو "ستیارتھ پرکاش" کے ضبط کرنے کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلائی ہے۔ تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ پہلے بھی کئی بار ہر مذہب و ملت کے لوگ ایسا کر چکے ہیں۔ چونکہ ان کی توجہ دلانے کا [illegible] کوئی نتیجہ نہیں نکلا جس کی [illegible] "ستیارتھ [illegible]" [illegible] جان ہے۔ یا یہ کہ گورنمنٹ اس کے متعلق مہربانی کا سلوک کر رہی ہے۔ اور اسے ضبط نہیں کرتی۔ اس لئے ثابت ہو گیا کہ "ستیارتھ پرکاش" کے ضبط کئے جانے کا مطالبہ فضول ہے۔

یہ وجہ بھی جس قدر وزن رکھتی ہے۔ ظاہر ہے یہ الگ بات ہے۔ کہ گورنمنٹ نے تاحال باوجود ہندوؤں مسلمانوں۔ سکھوں کے توجہ دلانے کے "ستیارتھ پرکاش" کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ لیکن اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" ضبط کئے جانے کے قابل کتاب نہیں ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے ہر مذہب کے لوگوں کا اس کے خلاف آواز اٹھانا اور گورنمنٹ کو توجہ دلانا اس کے دل آزار اور تکلیف دہ ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ کیونکہ اگر یہ ایسی کتاب نہیں ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اس کے متعلق ہندو مسلمان۔ سکھ۔ وغیرہ جب سے یہ شائع ہوئی ہے تبھی سے اس کے ضبط کرنے کے لئے کہتے ہیں

کر رہے ہیں۔ کتنا ہیں تو آئے دن شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں سے کسی کے خلاف ایسی متفقہ طور پر کیوں آواز نہیں اُٹھائی جاتی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ان میں وہ زہر نہیں بھرا ہوتا۔ جو ستیارتھ پرکاش میں ہے۔ پس قبل ازیں کئی بار "ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کے لئے گذارش کرنا اسے بے ضرر نہیں ثابت کرتا۔ بلکہ اس کے پرضرر ہونے کو زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ باقی رہا یہ نتیجہ نکالنا کہ چونکہ گورنمنٹ نے اس وقت تک اسے ضبط نہیں کیا۔ اس لئے اس کی ضبطی کا مطالبہ ہی نادرست ہوگیا۔ یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ اگر کسی مطالبہ کو گورنمنٹ کے کچھ عرصہ تک منظور نہ کرنے کی وجہ سے اسے نادرست کہا جاسکتا ہے۔ تو کیا آریہ صاحبان یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ سیلف گورنمنٹ کا مطالبہ جسے گورنمنٹ نے تاحال اس رنگ میں منظور کرنے کا وعدہ نہیں کیا جس رنگ میں وہ کیا جا رہا ہے۔ وہ نادرست ہے۔ اور آئندہ اسے پیش نہیں کرنا چاہئے۔ اگر نہیں تو پھر ہندو مسلمانوں اور سکھوں وغیرہ کے اس مطالبہ کو جو وہ "ستیارتھ پرکاش" کے ضبط کئے جانے کے متعلق گورنمنٹ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ فی الحال گورنمنٹ کے منظور نہ کرنے کی وجہ سے کس طرح نادرست کہا جاسکتا ہے۔ "ستیارتھ پرکاش" کو ضبط کرنا گورنمنٹ کا کام ہے۔ وہ جب اس کی طرف توجہ کریگی ہو جائیگا لیکن اس سے جو دُکھ اور تکلیف ہمیں پہنچ رہی ہے اسے گورنمنٹ کے سامنے پیش کرکے توجہ دلانا ہمارا کام ہے۔ اور ہم اس وقت تک وقتاً فوقتاً اسے پیش کرتے ہی رہیں گے۔ جب تک کہ ہمارے دکھ کا علاج اور درد کا درمان نہ ہو جائیگا۔ اور ان خطرات اور خسارات سے اطمینان نہ دلا دیا جائیگا۔ جو ستیارتھ پرکاش "کی وجہ سے پیدا ہو سکتے ہیں۔

ہم نے جہاں ستیارتھ پرکاش کی دل آزار اور تکلیف دہ تعلیم اور غیر وفادارانہ و مفسدانہ تلقین کو گورنمنٹ کے روبرو رکھو رہا ہے۔ وہاں ان وجوہات کا مضحکہ خیز ہونا بھی ثابت کردیا ہے جو اس کے ضبط ہونے کے خلاف آریہ صاحبان کی طرف سے پیش کی گئی ہیں۔ اُمید ہے گورنمنٹ اس طرف ضرور توجہ کریگی۔ اور "ستیارتھ پرکاش" کو ضبط کرکے ہندوؤں۔ مسلمانوں۔ عیسائیوں اور سکھوں وغیرہ کے ایک متفقہ اور دیرینہ مطالبہ کو پورا کردے گی۔

قرآن شریف اور ستیارتھ پرکاش

"الفضل" کے کسی گذشتہ پرچہ میں۔ ہم "ستیارتھ پرکاش" اور اس کے مصنف کی وہ پوزیشن جو آریہ سماج میں ہے دکھا چکے ہیں۔ اور پنڈت لیکھرام کی تحریروں سے ثابت کرچکے ہیں۔ کہ چونکہ پنڈت دیانند صاحب کو آریہ صاحبان ایک "پرچارک" سمجھتے ہیں اور بس۔ اس لئے ان کی تصنیف کردہ کتاب کو وہ درجہ ہرگز نہیں دیا جاسکتا۔ جو ان کتابوں کو حاصل ہے۔ جنہیں ان کے ماننے والے الہامی اور خدا کا کلام یقین کرتے ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے آریہ اخبارات کسی معاملہ میں سنجیدگی سے تدبر کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ پھر وہ "ستیارتھ پرکاش" اور قرآن مجید کو ایک ہی پوزیشن کی کتب خیال کرتے۔ آریہ صاحبان کو چاہیئے۔ کہ جس وقت وہ قرآن مجید کے مقابلہ میں "ستیارتھ پرکاش" کا نام لیتے ہیں۔ اس وقت قرآن شریف کی اس حیثیت کو مدنظر رکھیں۔ جو اسے ہمارے نزدیک حاصل ہے۔ اور "ستیارتھ پرکاش" کو وہ پوزیشن ہرگز نہ دیں جو آجتک ان کی طرف سے کبھی نہیں دیگئی ورنہ "ستیارتھ پرکاش اور قرآن مجید کی حیثیتوں کا صحیح موازنہ نہیں ہوسکیگا۔ دیکھیے مسلمان قرآن پاک کو کسی انسان کا کلام نہیں مانتے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی وحی اور اسی کا کلام یقین کرتے ہیں ؏

شہد نیست آسمانی از وحی حق چکیدہ

لیکن برخلاف اس کے آریہ صاحبان "ستیارتھ پرکاش" کو الہام اور وحی تو بجائے خود رہا کسی ملہم من اللہ کی تصنیف بھی تسلیم نہیں کرتے۔ پس جب دونوں کتابوں کی حیثیت میں اتنا بڑا فرق ہے۔ تو پھر کس طرح ان کو ایک دوسری کے مقابلہ پر رکھا جاسکتا ہے

ہاں اگر قرآن مجید کے مقابلہ میں آریہ صاحبان کسی کتاب کو پیش کرسکتے ہیں۔ تو وہ وید ہو سکتے ہیں کیونکہ ویدوں کو وہ الہامی مانتے ہیں۔ پس ستیارتھ پرکاش" کی دل آزار۔ غیر وفادارانہ اور خطرناک تعلیم کے باعث اس کے ضبط کرنے کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلانے پر یہ کہنا کہ

"اگر کبھی "ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کا سوال اُٹھا۔ تو اس سوال سے پہلے قرآن شریف ضبط ہوچکا ہوگا۔ کیونکہ اگر ستیارتھ پرکاش قابل ضبطی ہے۔ تو قرآن شریف سب سے پہلے قابل ضبطی ہے"۔ (آریہ گزٹ ۱۸۔ جولائی)

بالکل فضول ہے۔ "آریہ گزٹ" ذرا ہوش سے کام لیکر بتلائے کہ "ستیارتھ پرکاش" کے مقابلہ میں قرآن شریف کو کس طرح لا سکتا ہے۔ کیا اس "ستیارتھ پرکاش" کو قرآن شریف کے بالمقابل رکھا جا رہا ہے۔ جس میں تغیر و تبدل کرنے کی ضرورت اس کے مصنف کو ہی پڑی تھی۔ اور وہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کی اصلاح کے لئے مجبور ہو گئے تھے۔ پھر کیا اس "ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کے سوال پر قرآن کریم کی ضبطی کا ڈراوا بتایا جا رہا ہے۔ جس کے ہر ایڈیشن میں کچھ نہ کچھ کمی بیشی کیجاتی ہے۔ اور کوئی ایک ایڈیشن دوسرے ایڈیشن سے نہیں ملتا۔ پھر کیا اس "ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کے روکنے کے لئے قرآن شریف کو پیش کیا جا رہا ہے۔ جس کی اصلاح اور درستی کے لئے۔ جس کی دل آزار اور تکلیف دہ تعلیم کو نکالنے کے لئے تاحال بہت سے قابل ذکر آریہ صاحبان کوشش کر رہے ہیں۔ اگر یہی "ستیارتھ پرکاش" ہے۔ اور واقعہ میں یہی ہے۔ تو ایڈیٹر صاحبان آریہ گزٹ و اندر آریہ پترکا" بتلائیں۔ کہ وہ قرآن شریف جسے ہم نہ صرف کسی انسان کی تصنیف نہیں سمجھتے۔ بلکہ خدا کا کلام

سمجھتے ہیں۔ اور وہ بھی ایسا۔ جس میں باوجود تیرہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ گذرنے کے ایک نقطہ چھوڑا ایک حرف اور ایک لفظ کی کمی بیشی نہیں ہوئی اور نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ اس کے سامنے "ستیارتھ پرکاش" کی کیا حقیقت ہے۔

آریہ سماج میں "ستیارتھ پرکاش" کو جو درجہ حاصل ہے۔ وہ ہم پنڈت لیکھرام صاحب کے ان الفاظ سے بتا چکے ہیں۔ جو انھوں نے مصنف "ستیارتھ پرکاش" کی پوزیشن کے متعلق لکھے ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے کہ آریہ سماج "ستیارتھ پرکاش" کو ہرگز وہ درجہ نہیں دیتی جو مسلمان قرآن کریم کو۔ ہندو گیتا کو۔ عیسائی بائیبل کو۔ اور سکھ گرنتھ صاحب کو دیتے ہیں۔ ہمارے اس مضمون کے جواب میں تو آریہ اخبارات ایک لفظ تک نہ لکھ سکے اور نہ لکھ سکتے ہیں۔ لیکن یہ کہنے سے باز نہیں آتے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" کو آریہ سماج وہی درجہ دیتی ہے جو مسلمان قرآن کو۔ عیسائی بائیبل کو۔ سکھ گرنتھ کو اور ہندو گیتا کو دیتے ہیں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ان کی اس غلط بیانی اور دھوکہ دہی پر کسی قدر اور روشنی ڈالیں۔

آریہ اخبارات یقیناً اس بات سے ناواقف نہیں ہیں۔ کہ مسلمان اپنے مذہب کی بنیاد قرآن شریف پر سمجھتے ہیں۔ اور تمام دینی معاملات کا منبع اسی کو قرار دیتے ہیں۔ اس لئے اس کے مقابلہ میں آریوں کی طرف سے وہی کتاب پیش کیجا سکتی ہے۔ جس پر آریہ سماج کی بنیاد ہو۔ اور جس پر وہ اپنے مذہب کا انحصار رکھتے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آریہ اخبارات "ستیارتھ پرکاش" کو بڑھا چڑھا کر اس رنگ میں پیش کر رہے ہیں۔ کہ جس سے یہ سمجھا جائے کہ آریہ سماج کی بنیاد "ستیارتھ پرکاش" پر ہے۔ چنانچہ "آریہ پترکا" نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ

"آریہ سماج اور "ستیارتھ پرکاش" لازم و ملزوم ہیں۔ اگر آریہ سماج ہے۔ تو "ستیارتھ پرکاش" ہے۔ اور اگر "ستیارتھ پرکاش" ہے تو آریہ سماج ہے۔ یا یوں کہیئے۔ اگر آریہ سماج نہیں تو "ستیارتھ پرکاش" نہیں۔ اور اگر "ستیارتھ پرکاش" نہیں تو آریہ سماج نہیں"

یہ تو "آریہ پترکا" کے الفاظ ہیں۔ اور "آریہ گزٹ" بھی اسی قسم کے خیالات ظاہر کر رہا ہے۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ ان بیچاروں کو "ستیارتھ پرکاش" کو یہ درجہ دینے اور اس پر آریہ سماج کی بنیاد رکھنے کی ضرورت آیا اس لئے پڑی ہے۔ کہ اسے ہمارے مقابلہ میں قرآن کریم کے مقابلہ میں پیش کر سکیں۔ یا واقعہ میں وہ "ستیارتھ پرکاش" کو ایسا ہی مانتے ہیں۔ کہ اگر وہ ہو تو آریہ سماج ہے اور اگر وہ نہیں تو آریہ سماج بھی نہیں۔ اس کے متعلق ہم آریہ صاحبان کے اس طرز عمل سے قطع نظر کرتے ہوئے۔ جو آج تک انھوں نے "ستیارتھ پرکاش" کے متعلق اختیار کر رکھا ہے پنڈت لیکھرام صاحب کا فیصلہ پیش کرتے ہیں۔ کہ اس کے قبول کرنے میں ان کے لئے چون و چرا کی کوئی گنجائش نہیں ہے ایڈیٹر صاحب "آریہ گزٹ" اور "آریہ پترکا" جو آریہ سماج کی بنیاد "ستیارتھ پرکاش" پر رکھ رہے ہیں۔ پنڈت لیکھرام صاحب کے مندرجہ ذیل الفاظ کا غور سے مطالعہ کریں۔ جو یہ ہیں کہ:۔

"آریہ سماج کی عمارت کی بنیاد وید مقدس کی تعلیموں پر ہے۔ اور کسی کتاب پر نہیں"

(کلیات آریہ مسافر۔ صفحہ ۳۰۵ کالم ۲)

کیا ان الفاظ سے صاف ظاہر نہیں کہ آریہ سماج میں "ستیارتھ پرکاش" کو ہرگز وہ درجہ حاصل نہیں۔ جو اسلام میں قرآن کریم کو ہے کیونکہ ان میں بتایا گیا ہے۔ کہ آریہ سماج کی بنیاد سوائے ویدوں کے اور کسی کتاب پر نہیں ہے۔ اب اگر آریہ صاحبان "ستیارتھ پرکاش" کو بھی وید سمجھتے ہیں۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ جب تک "ستیارتھ پرکاش" ہے اُس وقت تک آریہ سماج ہے۔ اور جب "ستیارتھ پرکاش" نہ ہوگی۔ تو آریہ سماج بھی نہ ہوگی۔ لیکن اگر اسکو وید نہیں مانا جاتا۔ اور یقیناً نہیں مانا جاتا۔ تو پھر اس پر آریہ سماج کی بنیاد کس طرح رکھی جا سکتی ہے۔ اور اسے قرآن کریم کے مقابلہ میں کس طرح پیش کیا جا سکتا ہے۔ جس پر مسلمان اسلام کی بنیاد یقین کرتے ہیں۔ "آریہ گزٹ" اور "آریہ پترکا" کے ایڈیٹر صاحبان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کا سوال اُٹھانے پر ان کے اب کہنے پر کہ

"اگر کبھی "ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کا سوال اُٹھا تو اس سوال سے پہلے قرآن شریف ضبط ہو چکا ہوگا" (آریہ گزٹ ۱۸ جولائی)

اور یہ لکھنے سے کہ:۔

"آریہ سماج میں ستیارتھ پرکاش" وہی درجہ رکھتا ہے۔ جو کہ مسلمانوں میں قرآن شریف اور عیسائیوں میں انجیل سکھوں میں گرنتھ صاحب اور ہندوؤں میں گیتا کا ہے"

(آریہ پترکا۔ ۲۰۔ جولائی)

کس طرح "ستیارتھ پرکاش" کا وہی درجہ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ جو دیگر مذاہب کی ان کتابوں کا ہے۔ جن پر ان مذاہب کی بنیاد ہے۔ جبکہ آج سے پہلے نہ صرف آریہ صاحبان کی طرف سے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا گیا۔ بلکہ برخلاف اس کے یہ لکھ دیا گیا ہے۔ کہ "آریہ سماج کی عمارت کی بنیاد وید مقدس کی تعلیموں پر ہے۔ اور کسی کتاب پر نہیں"

پس ایڈیٹر صاحبان غور فرماویں اور دیکھیں کہ ہمارے مقابلہ میں "ستیارتھ پرکاش" کو وہ درجہ دیکر جو ہمارے نزدیک "قرآن شریف" کا ہے۔ اپنے عقائد کے خلاف ہی نہیں کہہ رہے ہیں۔ بلکہ ایک سخت غلط بیانی اور دھوکہ دہی کے بھی مرتکب ہو رہے ہیں جس سے انھیں ہرگز کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ کیا وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس قسم کی خلاف بیانیوں کی وجہ سے "ستیارتھ پرکاش" کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائیگی۔ اور کیا خیال کرتے ہیں۔ کہ اس طرح گورنمنٹ کو "ستیارتھ پرکاش" کی پوزیشن کے متعلق

دھوکہ میں ڈال دیں گے۔ اگر یہی خیال ہے۔ تو یاد رکھنا چاہیئے کہ ع ایں خیال است و محال است

آج کل "ستیارتھ پرکاش" کی شان میں جو مدح سرائی کی جارہی ہے۔ اور زمین سے اُٹھا کر آسمان پر پہنچانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اسے دیکھ کر غیر ان رہجاتے ہیں۔ کیونکہ "ستیارتھ پرکاش" میں جو کچھ گل فشانی کی گئی ہے۔ وہ تو ہے ہی۔ لیکن اس کے مصنف کی بھی آریہ سماجیوں کے نزدیک یہ حقیقت ہے کہ

"اہالیان آریہ سماج تو سوامی دیانند جی کو خدا یا خدا کا اوتار یا پیغمبر نہیں مانتے۔ بلکہ آچاریہ یا اُم پدیشک جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ ابتدائی زندگی سے کبھی مورتی پوجک کبھی طالبعلم کبھی نیایک کبھی ویدانتی رہے۔ اور آخر اچھی طرح سوچ بچار کر سب کی خرابیاں جانکر اور کامل غور و پڑتال کے بعد ست دھرم کو مان کر جگت ادھار پر کمر بستہ ہوئے"

(کلیات صفحہ ۵۶۹)

اب آریہ صاحبان ہی غور فرمادیں۔ کہ وہ انسان جو خود کبھی مورتی پوجک کبھی نیایک کبھی ویدنتی رہا ہو۔ اور کئی منزلیں طے کرنے کے بعد ویدک دھرم تک پہنچا ہو۔ اس کی لکھی ہوئی کتاب پر ویدک دھرم کی بنیاد رکھنا اگر اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنا نہیں تو اور کیا ہے۔ اور پھر اس کی کتاب کو ان کتابوں کے مقابلہ میں پیش کرنا جن کے ماننے والے انہیں خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

اُمید ہے ایڈیٹر صاحبان "آریہ گزٹ" اور "آریہ پترکا" ٹھنڈے دل سے ہمارے معروضات پر غور فرماویں گے۔ اور "ستیارتھ پرکاش" کو۔۔ درجہ اور پوزیشن دینے کی جرأت نہ کریں گے جو آج تک آریہ سماج نے نہیں دی۔ ورنہ بجائے اس کے کہ انہیں کچھ فائدہ ہو۔ اپنے لئے آپ کانٹے بونے کا باعث ہونگے۔ اور ایسے پھنسیں گے کہ نکلنا محال ہوجائیگا۔

"درثمین" کی شکایت گورنمنٹ پنجاب سے

اور گورنمنٹ پنجاب کی شکایت گورنمنٹ ہند سے

پنجاب کے آریہ اخبارات کو "درثمین" کے خلاف بیہودہ شور و شر اٹھانے کی وجہ سے جو منہ کی کھانی پڑی ہے۔ اسے تو وہ ہمیشہ کے لئے یاد ہی رکھینگے۔ لیکن صوبہ متحدہ کے ایک آریہ اخبار "کانپور گزٹ" کے ایڈیٹر صاحب جنہوں نے ہمارے ان مضامین کا مطالعہ نہیں فرمایا۔ جو "درثمین" کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ ان کی تاحال تسلی نہیں ہوئی۔ چنانچہ ۲۳۔ جولائی کے "کانپور گزٹ" میں کہ یہی پہلا پرچہ ہمارے ہاں آیا ہے۔ اور اس سے پہلے باوجود کئی بار تبادلہ کے لئے لکھنے اور "الفضل" بھیجنے کے اس کی صورت تک دیکھنے کا ہمیں شرف حاصل نہ ہو سکا اس میں "قادیانی کتاب اور پنجاب گورنمنٹ کا فرض" کے عنوان سے گورنمنٹ پنجاب سے "درثمین" کے ضبط کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ:۔

"درثمین" ایک ایسی کتاب ہے۔ جو نہ صرف گندہ اور تہذیب سے گرا ہوا لٹریچر پیش کرتی ہے۔ بلکہ اس کے مضامین سے تمام معظم کی رعایا کے بڑے حصہ کی دل آزاری ہوتی ہے"

"آریہ گزٹ" اور "آریہ پترکا" وغیرہ اخبارات نے بھی یہی لکھا تھا۔ جس کے جواب میں ہم ایک بار نہیں۔ بلکہ متعدد بار انہیں ان اشعار کی حقیقت بتا چکے ہیں۔ جنہیں تہذیب سے گرے۔ اور دل آزار ہونے کے ثبوت میں پیش کیا گیا تھا۔ اور بڑے زور سے بار بار لکھ چکے ہیں۔ کہ:۔

"درثمین میں جو کچھ ہے وہ سب درست اور صحیح ہے۔ اور اگر آریوں کو اس کے غلط ہونے پر اصرار ہے۔ تو ہمیں چیلنج دیں۔ ہم انہیں (تفصیل کے ساتھ) بتائینگے کہ "درثمین" کا دامن ان الزامات سے پاک و صاف ہے۔ جو آریہ اخبارات نے کمال بیدردی سے اس پر لگائے ہیں"۔

اس کے متعلق تاحال کسی پنجابی آریہ اخبار کو تو بولنے کی جرات نہیں ہوئی۔ اور نہ اُمید باقی ہے۔ کہ کبھی ہو لیکن کیا "کانپور گزٹ" جو سخت کلامی اور درشت نویسی میں بہت بڑھا ہوا نظر آتا ہے ہمارے مندرجہ ذیل الفاظ پر متانت کے ساتھ غور کرنے کی تکلیف گوارا کرے گا۔ جواب صرف اسی کی خاطر شائع کئے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ ہم نے "الفضل" ۱۸۔ جون میں لکھا تھا۔ اور اس کے بعد کئی بار دوہرا چکے ہیں کہ

"اگر آریہ صاحبان یہ ثابت کردیں۔ کہ "درثمین" میں آریہ مذہب کے متعلق۔ جو کچھ نظم کیا گیا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔ اور ہم احمدیہ جماعت کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ ان باتوں کو ہماری کتابوں سے نکال کر پیش کریں۔ تو ہم ہر وقت اس چیلنج کو منظور کرنے کے لئے تیار ہیں"۔

اب یا تو "کانپور گزٹ" ان دل آزار اور قلب پاش الفاظ کو واپس لے۔ جو اس نے اس انسان کے منہ سے نکلے ہوئے اشعار کے متعلق شائع کئے ہیں۔ جسے ہم خدا تعالیٰ کا نبی اور رسول سمجھتے ہیں۔ اور جس کے نام پر ہم اپنی جان و مال۔ عزت و آبرو۔ غرضیکہ ہر ایک پیاری سے پیاری چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یا مذکورہ بالا الفاظ کو مدنظر رکھ کر سامنے آئے یوں گھر بیٹھے کر کسی کی دل آزاری کرلینا اور کسی جماعت کے مقدس انسان پر بیہودہ الزامات لگا دینا آسان اور بہت آسان کام ہے۔ لیکن ان کا ثبوت دینا بہت مشکل ہے۔ ہم دیکھیں گے۔ کہ "کانپور گزٹ" بھی دیگر آریہ اخبارات کی طرح اس معاملہ میں چپ ہی سادھتا ہے

یا کسی فیصلہ کی طرف آتا ہے۔

یہ تو ہوا "درثمین" کا جواب لیکن اس کے علاوہ ہم کچھ اور بھی کہنا چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ اس اخبار کے ایک ہی پرچہ کو دیکھ کر ہم یہ سمجھنے قاصر رہے ہیں۔ کہ اس کے ایڈیٹر صاحب میں اس قدر انانیت و رعونت کیوں ہے۔ کہ وہ نہ صرف نہایت درشت اور قابل ملامت لہجہ میں ان لوگوں کے خلاف لکھتے ہیں۔ جن کو اپنا مخالف سمجھتے ہیں۔ بلکہ حکمران اصحاب کے متعلق بھی نہایت ناپسندیدہ اور مفسدانہ طریق سے قلم چلاتے ہیں۔ مثلاً اسی پرچہ میں جہاں "درثمین" کی شکایت گورنمنٹ پنجاب سے کی گئی ہے وہاں گورنمنٹ پنجاب کے نادر شاہی احکام کے نہایت خطرناک عنوان سے اس کی شکایت گورنمنٹ ہند سے کردی گئی ہے اور لکھا ہے۔ کہ

"گورنمنٹ آف انڈیا کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ پنجاب گورنمنٹ کو آئے روز نادر شاہی احکام جاری کرنے سے باز رکھے"

گورنمنٹ پنجاب کے خلاف مذکورہ بالا نوٹ جس ٹون میں لکھا گیا ہے۔ وہ نہایت ہی خطرناک۔ اور فتنہ انگیز ہے۔ کیونکہ "نادر شاہی احکام" کا محاورہ ظالمانہ احکام کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ گورنمنٹ پنجاب ایسے شرانگیز پرچے کے متعلق ضرور مناسب کارروائی کریگی۔ اور اسے رعایائے پنجاب کے جذبات وفاداری میں بیہودہ تحریروں سے رخنہ پیدا نہیں کرنے دیگی۔

اسی پرچہ میں ریاست دھولپور کی نسبت جن الفاظ میں آریہ صاحبان کو "آریہ سماج کی عزت خطرہ میں" اور "آریہ سماج اور خاموش مقابلہ" کے عنوان سے اشتعال دلایا گیا ہے۔ وہ بھی نہایت شرانگیز ہیں۔ تعجب ہے کہ موجودہ نازک زمانہ میں اس قسم کے الفاظ لکھنے کی "کابینر گزٹ" کو کیونکر جرأت ہوئی۔ بات یہ ہے۔ کہ یہ سارے گل "ستیارتھ پرکاش" کے ہی کھلائے ہوئے ہیں۔ جب تک وہ ضبط نہ ہوگی اس وقت تک آریوں کا شرانگیزی سے باز آنا مشکل ہے۔

احمدیہ مشن لنڈن کے حالات

قاضی صاحب

پچھلی ڈاک کی رپورٹ میں اطلاع کرچکا ہوں۔ کہ عاجز ۲ مئی ۱۹۱۸ء کو لنڈن پہنچا۔ مکرم قاضی صاحب کی طبیعت کچھ علیل تھی۔ تبدیلی ہوا کے واسطے برائٹن تشریف لے گئے۔ جو سمندر کے کنارے ہے ایک ہفتہ وہاں رہے۔ بالکل تندرست ہوکر واپس آئے۔ اس کے چند دن بعد پھر ویلز کی طرف تشریف لے گئے۔ مگر وہاں طبیعت خراب ہوگئی۔ بخار کے ساتھ واپس آئے۔ چند روز لنڈن میں رہے۔ طبیعت کے بحال ہونے پر مارستھ لنکاشائر گئے ہیں۔ (جو شمال میں ہے۔ تاکہ آب وہوا کی تبدیلی ہو۔ نیز بیرونجات میں بھی کچھ تبلیغ کا کام ہوسکے۔ عاجز تب سے برابر لنڈن میں ہے۔ جمعہ کی نماز ہوتی ہے۔ خطبہ انگریزی میں پڑھا جاتا ہے۔ اور اتوار کی شام کو لیکچر ہوتا ہے جس کے بعد سوالات کی عام اجازت ہوتی ہے بعض دفعہ خوب پرجوش مباحثہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے حضور صاحب کوئی عیسائیت کے دلدادہ حامی لیکچر میں موجود ہوں۔ اور ایسے لوگ آتے رہتے ہیں کیونکہ لیکچروں کا اشتہار عام طور پر دیدیا جاتا ہے۔

کثرت کام

یہاں کام دن بدن بڑھ رہا ہے اور بہت ضرورت محسوس ہورہی ہے۔ کہ کم از کم ایک محرر اور ایک دفتری ہمارے پاس ہو۔ ہنوز ماہ مئی ختم نہیں ہوا۔ جبکہ میں یہ رپورٹ لکھ رہا ہوں۔ اور اس عرصہ میں ۲۔ مئی سے آج تک میں قریباً ڈیڑھ سو خطوط اور پیکٹ وصول کرچکا ہوں۔ اور روانگی ڈاک کا شمار تین سو تک پہنچ چکا ہے۔ یہ صرف میری ڈاک ہے قاضی صاحب کی ڈاک اس کے علاوہ ہے۔ پھر لیکچروں کی تیاری۔ ملاقاتیں۔ مطالعہ۔ اخبار خوانی۔ بعض دوسرے لیکچروں کو جاکر سننا۔ فروخت کتب کا انتظام روانگی رسالہ ریویو۔ لٹریچر کا تقسیم کرنا وغیرہ اس قدر کام آپڑتے ہیں۔ کہ بعض دفعہ کھانا کھانے کی بھی فرصت نہیں ملتی۔ سکرٹری صاحب ترقی اسلام تاحال کسی اور رفیق کو بھیجنے کا انتظام نہیں کرسکے۔ اللہ ہی ہے جو اپنے فضل اور کرم اور رحم سے ان سب کاموں کو سرانجام کرادے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

صحت

گو سردی سے مجھے گاہے تکلیف ہوجاتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے صحت عموماً اچھی رہتی ہے۔ اور ہندوستان کی نسبت یہاں میں زیادہ کام کرسکتا ہوں۔ موٹا تو اب میں نے کیا ہونا ہے۔ مگر وزن ہندوستان سے کچھ زیادہ ضرور ہوگیا ہے۔ گو کچھ بہت زیادتی نہیں ہے۔ پنجاب میں عموماً میرا وزن ایک من پندرہ سیر رہتا تھا۔ یہاں اب ایک من سترہ سیر ہے۔ دو سیر کی زیادتی ہے کلکتہ میں میرا وزن ایک من ۲۰ سیر ہوگیا تھا۔ یہاں آدمیوں کے وزن کرنے کے واسطے اکثر دوکانوں میں خاص قسم کے ترازو رکھے ہیں۔ جن پر کھڑا ہونے سے وزن فوراً معلوم ہوجاتا ہے۔ مگر یہ وزن کپڑوں کے علاوہ ہے۔ اور میرے کپڑوں کا وزن آجکل بھی جو یہاں کا موسم گرما ہے سات سیر انگریزی سے زیادہ ہے۔ اور سردیوں میں تو بہت سا بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے

سلام کا قربِ اسلام

مسز ہاڈلنگ ایک لیڈی ہے۔ جو ہماری سلسلہ کے لوگوں کو بہت محبت اور خیر خواہی سے پیش آتی ہے۔ مکرم چودھری صاحب اور قاضی صاحب اُسے ماں کہا کرتے۔ وہ انھیں اپنے بیٹوں کی طرح عزیز جانتی ہے اس کا مکان ہم سے بہت فاصلہ پر ہے ونٹ لور جانے سے قبل ایک دن میں اُسے ملنے گیا بہت خوش ہوئی۔ تب سے اس کا سلسلہ آمد و رفت زیادہ ہوگیا۔ میرا لیکچر جو عربی عبرانی زبانوں کے مقابلہ پر انجمن بین الاقوام کے ایک جلسہ پر ہوا تھا۔ اس میں یہ مسز لیڈی شامل تھی اور میرے لیکچر کی تعریف میں اُس نے ایک انگریزی نظم لکھی جو رسالہ ریویو میں

شائع ہو چکی ہے - اس لیڈی کی ایک لڑکی نوجوان تعلیم یافتہ ہے - اُس کے ساتھ اکثر میری مذہبی گفتگو ہوتی رہی ہے - ایک دفعہ میں اُس سے بیان کر رہا تھا کہ عربی لفظ سلام کے کیا معنی ہیں - اور بوقت ملاقات اہل اسلام اس لفظ کو کیوں استعمال کرتے ہیں - اس تشریح سے وہ بہت ہی خوش ہوئی اور اس کو پسند کیا - تب میں نے ہنستے ہوئے کہا کہ یہ لفظ عورتوں کے نام کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور جب تم مسلمان ہو جاؤ گی تو تمہارا نام سلام رکھینگے - ہنسی اور خاموش ہو گئی - لیکن تب سے ہمیشہ اپنے خطوں میں جو مجھے بھیجتی ہے - اپنا نام سلام ہی لکھتی ہے - سال نو کی مبارکباد پر اس نے مجھے اس ملک کی رسم کے مطابق ایک خوشنما کارڈ بھیجا - اس میں بھی اپنا نام سلام لکھا -

گذشتہ ہفتہ وہ مجھے ملنے آئی بہت گفتگو کے بعد آخر اس منزل پر پہنچ گئی - کہ اُس نے حضرت خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ہونے کا اقرار کیا - اور تحریری تصدیق کی - اب احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُسے قبول اسلام کی پورے طور پر توفیق دے - اور اُس کی ماں کو بھی یہ توفیق حاصل ہو - آمین

مرکزی لنڈن کے گرجے

ایک علمی سوسائٹی نے جس کا میں ممبر ہوں یہ انتظام کیا کہ ایک لائق مورخ اور محقق کے ساتھ لنڈن کے مرکزی گرجوں کا ایک دورہ کیا جائے - چنانچہ ٢٥ - مئی کو ایک جماعت اس دورہ میں شامل ہوئی - پرانے گرجے دیکھے گئے اور ان کے تاریخی حالات سنے گئے - ان گرجوں کے اندر تمام فرش قبروں سے بھرا ہوا ہے - ہر ایک قبر پر ایک چوڑی سل یا برنجی تختی ہے - جو فرش کے برابر ہے - اور لوگ اُن قبروں کے اوپر چلتے ہیں - ہر سل اور تختی پر مدفون کا نام اور سنہ وفات وغیرہ لکھا ہے - تعجب ہے - کہ قبر پر چلنا ان لوگوں کے ہاں کوئی معیوب بات نہیں -

ایک منہدم گرجا دکھایا گیا - جس کا صرف ایک مینار باقی ہے - اور باقی ماندہ زمین پر لوگوں نے اپنے مکانات بنا لئے ہیں - یہ بات بھی اسلامی مذہبی خیالات کے لحاظ سے تعجب انگیز ہے - کیونکہ اسلامی ممالک میں جو حصہ زمین مسجد ہو جاتے - وہ پھر کسی اور استعمال میں لانا جائز نہیں - یہ تمام گرجے رومن کیتھولک ہیں - میں نے اس محقق سے اس کا سبب دریافت کیا - مگر اس کے سوائے وہ کچھ جواب نہ دے سکا - کہ یہ نہایت ہی مشکل سوال ہے - جس کا میں کچھ جواب نہیں دے سکتا - ایک اور امر قابل ذکر یہ ہے - کہ یہ تمام گرجے پہلے رومن کیتھولک لوگوں کے قبضہ میں تھے اور اُنھوں نے ہی بنائے - مگر اب پراٹسٹنٹ پادری اُن پر قبضہ کئے ہوئے ہیں -

محصول ڈاک میں زیادتی

اس ملک میں ایک پیسہ کارڈ اور نصف آنہ کا لفافہ تو پہلے بھی نہ تھا کارڈ کا نصف آنہ کا - اور لفافہ ایک آنہ کا تھا مگر اب ۴ - جون سے کارڈ ایک آنہ کا ہو گیا ہے - اور لفافہ ۱۱/۲ کا ہو گیا ہے - ایسا ہی پیکٹ اور پارسل کا نرخ بھی بڑھا دیا گیا ہے -

محمد صادق عفا اللہ عنہ ۲۸ - مئی ١٩١٨ء

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو پچیس روپے انعام

(ایک حوالہ دکھلانے پر)

غیر مبائعین کی اخلاقی حالت کیا ہے اس کے لئے صرف ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا مضمون مندرجہ پیغام ٢ - جولائی دیکھنا کافی ہوگا - اور میں درخواست کرتا ہوں کہ خود ڈاکٹر صاحب بھی اپنے ان مضامین کی عبارت سے مقابلہ کر کے دیکھیں - جو وہ ١٩٠٩ء سے پہلے پہلے لکھا کرتے تھے - تا ان کو موازنہ سے معلوم ہو سکے کہ مولوی محمد علی صاحب کی قوت قدسیہ نے انھیں کس رنگ میں رنگین کر دیا - خدا ہمیں ایسے تعلق سے بچائے - جس کا بدیہی اثر یہ ہے - کہ اچھا بھلا متقی متین انسان ایک ٹھٹھول اور مسخرا بنجاتا ہے - خیر یہ تو ہوا - اصل بات جس کے لئے میں نے یہ نوٹ لکھا ہے یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے مندرجہ ذیل قول سیدنا حضرت مرزا محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح سے منسوب کیا ہے -

"وہ اُنھوں نے (حضرت محمود احمد صاحب نے) بلا فرمایا - کہ ایک کیا ہزاروں نبی آئیں گے اور نبوت اب پہلے کی طرح موہبت نہیں رہی - کہ خدا اپنی مرضی سے جب اور جس کو چاہتا تھا اصلاح خلق کے لئے کھڑا کر دیتا تھا - اور اس طرح بندوں کو حصول نبوت میں دخل نہ تھا بلکہ اب نبوت ایک کسبی امر رہگیا ہے یعنی بندے اپنی کوشش سے یہ منصب حاصل کر سکتے ہیں مہر نبوت بھی اب ایک بندے کے ہاتھ میں ہے - گویا کہ کل مصالحہ نبوت کا گھر میں ہی ہے -"

میں پچیس روپے بطور جرمانہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام میں (کہ جہاں چندہ دینا میں ایسا ہی حرام سمجھتا ہوں جیسا بعد ہزاروں شاذ پڑھنا رسول اللہ کے وقت میں اور اب بھی حرام مطلق ہے) داخل کرونگا - اگر آپ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ قول کہیں چھپا ہوا دکھا دیں - یا گواہان معتبر کے ذریعہ پایہ ثبوت تک پہنچا دیں - یا خود ہی تریاق القلوب ذاتی قسم کھالیں اور بتادیں - کہ کب اور کہاں اور کس کتاب یا مجلس میں یا برملا نہ سہی خفیہ طور پر ہی حضور نے یہ فرمایا ہے - کہ نبوت اب موہبت نہیں رہی اور اب نبوت ایک کسبی امر رہگیا ہے - بیشک آپ (خلیفۃ المسیح) کا یہ عقیدہ ہے - کہ ہزاروں نبی امتی اور ظلی اور بروزی اور مجازی خاتم النبیین کے بعد آسکتے ہیں - مگر یہ کہاں فرمایا ہے - کہ نبوت اب موہبت نہیں - کسبی ہے - اگر آپ یہ قول دکھا دیں - تو میں علاوہ جرمانہ کے آپ کے خلاف لکھنا چھوڑ دونگا

ڈاکٹر صاحب ! آؤ خدا سے ڈر جاؤ - آخر اوّل

باز آوے۔ آخر خدا کو جان دینی ہے۔ یہ آئے دن افترا پردازی اولی النہاۃ کو بتاتی ہے۔ کہ آپ کے پاس ہمارے صحیح عقائد کی مخالفت کے لئے کوئی دلیل نہیں۔ اس لئے آپ افتراء سے کام لیکر خود ہی ایک عقیدہ ہمارے ذمے لگاتے ہیں۔ اور پھر اس پر شور مچاتے ہیں۔ ایسا ہی کوئی پختہ بات آپ کے پاس نہیں اس لئے آپ اپنی کمزوریوں کو تمسخر و استہزاء کے پردے میں چھپاتے ہیں۔ افسوس آپ لوگوں کی گری ہوئی حالت پر اور اس افترا بافی کی بُری لت پر۔

اس سے پہلے حضرت مسیح موعود کے ایک کلام میں آپ نے تحریف فرمائی تھی۔ جس پر میں نے نوٹس لیا تھا۔ اس کی یاد دہانی بھی ہو چکی ہے۔ مگر صدائے برنخواست۔ اب پھر یاد دلا دیتا ہوں آپنے لکھا پیغام صلح ۱۴ جولائی ۱۹۱۸ء میں کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

”خود حضرت مسیح موعود بھی یہی فرماتے ہیں کہ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے۔ کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن دیکھنا باقی ہو کہ آنحضرت کے بعد کوئی ایک نبی بھی ہوگا۔

حالانکہ اصل عبارت مسیح موعود علیہ السلام کی یوں ہے

”کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے۔ کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن دیکھنا باقی ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئیگا۔ کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دیگا۔

یا کوئی ایسا کو کوئی ایک بنا دینا۔ ڈاکٹر صاحب اپنے ۱۹۱۸ء والے ایمان سے کیسی صریح بے ایمانی اور بد دیانتی ہے۔ جب اپنے مرشد و ہادی کے کلام میں تحریف آپ جائز رکھتے ہیں۔ تو اپنے مخالف پر افتراء کا کیا شکوہ ہو سکتا ہے تاہم میں نے آپ کو گھر تک پہنچانے کے لئے انعام بھی مقرر کر دیا اور تحدی بھی کر دی۔ دیکھیں آپ کیا جواب۔

ہنگامہ یورپ

برطانوی پیشقدمی

لندن ۲۴- جولائی- فرانسیسی صدر مقام سے رائٹر کا نامہ نگار آج سہ پہر کو حسب ذیل تار دیتا ہے۔

برطانیوں نے آج صبح پھر جنگی کارروائی شروع کی اور دریبی کے نواحی جنگلوں میں مزید پیشقدمی کی۔ اس طرح سے غنیم سے گنجان صحرائی زمین کا مزید معتدبہ حصہ ہمارے ہاتھ آگیا ہے۔ جو نہایت اہمیت رکھتا ہے اور دریں اثنا فرانسیسی سپاہ جرمن بڑھاؤ کے مغربی جانب ان تھک کوشش سے دباؤ ڈال رہی ہے۔

غنیم کی پسپائی

لندن- ۲۵- جولائی- رائٹر کا نامہ نگار فرانسیسی مستقر سے ۲۴- جولائی کی نصف شب کو لکھتا ہے۔ غنیم کا اب دریائے این کے جنوبی بڑھاؤ میں ٹھہرنا مشکل ہو گیا ہے مغربی پہلو پر وہ پسپا ہونے والی جنگ کر رہا ہے۔ اور اپنے سامان کو ہمراہ لیجانے کے لئے ہماری پیشقدمی کی خاطر ان کلدار توپوں سے مدد لے رہا ہے۔ جو عمدہ موقعوں پر نصب ہیں۔ اس محاذ پر غنیم کا بہت کم توپخانہ باقی رہ گیا ہے۔ فیر ان ٹارڈی نلس۔ اس بڑھاؤ کا مرکز ہے۔ اور آج کی طرح چند کیلو میٹر تک مزید پیشقدمی سے ہم اپنی طویل زد کی توپخانہ سے جرمنوں کو اس شرقی محاذ کی طرف پیچھے ہٹا دیں۔ جس پر جرمن دریبی اور دریائے مارن کے مابین برطانی اور فرانسیسی افواج سے مصروف پیکار ہیں۔

امریکن سپاہ کی پیشقدمی

لندن- ۲۵ جولائی ۵ بجے شب- امریکن رپورٹ مظہر ہے کہ دریائے اورک اور مارن کے مابین ہم نے مقامی لڑائیوں سے غنیم کے خط مصاف کو اور پیچھے ہٹا دیا ہے۔ اور اہم جونگروں کے شمال و مغرب میں ایک اور روسیل کے مابین جرمن مورچوں میں گھس گئے۔

فولادی قلعوں کے حملے

لندن- ۲۴- جولائی۔ اسٹرڈم- فرنکفرٹر زیٹنگ کا جنگی نامہ نگار لکھتا ہے کہ غنیم کے فولادی قلعوں نے کبھی اس قدر جمعیت سے حملہ نہیں کیا۔ جرمن توپوں نے درجنوں کو تباہ کر دیا مگر انھوں نے پیدل سپاہ کے لئے آخر سڑک نکال لی۔

چار لاکھ جرمن مصروف پیکار

اتحادی پیشقدمی کے ساتھ سائسان پر بھی جرمنوں کی مدافعت نہایت مہیب صورت اختیار کر رہی ہے۔ کیونکہ یہ مقام جرمنوں کا ایک اہم مرکز ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ ۴ لاکھ جرمن اس مثلث کے درمیان مصروف پیکار ہیں۔ جس کے اضلاع کو اتحادی اندر کی طرف دبا رہے ہیں۔ ان کی شدید مزاحمت اور میدان جنگ کی اکھڑ نوعیت کے علاوہ اُن کی یہ عظیم تعداد ہی ایک ایسی روک ہے۔ جس کی وجہ سے اتحادی اُن کو آسانی سے ریمز سائسان کی لائن کی طرف پیچھے نہیں ہٹا سکے۔ مگر اتحادیوں کے روزانہ شدید دباؤ کی وجہ سے یہ مثلث مخاصم جمیعتوں سے بتدریج خالی ہو رہا ہے۔

مخاصم توپخانہ کی سرگرمی

لندن- ۲۴- جولائی- دس بجے شب- سر ڈگلس ہیگ لکھتے ہیں۔ آج صبح ایپر کے علاقوں میں غنیم کے توپخانہ نے معتدبہ سرگرمی دکھائی۔ ہوا اور بارش کی وجہ سے ۲۳- جولائی کو ہوائی جہازوں کے لئے پرواز کرنا بہت مشکل تھا۔

زار روس کا ماتم

لندن- ۲۴- جولائی- ملکِ معظم نے حکم دیا ہے۔ کہ دربار میں سابق زار روس کے لئے ۴ ہفتے تک ماتم رہے

مرباش کا انتقام

لندن ۲۴- جولائی- اسٹرڈم- موسیو سیشر ... نے ماسکو کے قائم مقام جرمن سفیر کو مطلع کیا ہے۔ کہ ... جولائی تک دو سو سے زیادہ ایسے سوشل انقلابی نشانہ بندوق بنائے جا چکے ہیں۔ جو کاونٹ مرباش کے قتل میں شریک تھے۔

ہندوستان کی خبریں

چونی اور اٹھنی کے نوٹ ہندوستان کے بنگالہ علاقہ میں چونی اور اٹھنی کے نوٹ بھی جاری ہوگئے ہیں۔

ایک اخبار نویس پر ہتک عزت کا مقدمہ مسٹر سی۔ آر داس بیرسٹر کلکتہ نے بابو سریندر ناتھ بنرجی ایڈیٹر بنگالی پر ایک لاکھ روپیہ کے ہرجانہ کا دعویٰ کیا ہے استغاثہ یہ ہے کہ بابو سریندر ناتھ نے توہین آمیز مضامین لکھ کر مستغیث کی ہتک کی ہے۔

ملزم گرفتار گذشتہ دنوں لدھیانہ اور گل کے سٹیشنوں کے درمیان ایک مسافر ٹرین کو لائن سے گرانے کی کوشش کی گئی تھی گو کوشش ناکام رہی اب پولیس نے اس کے متعلق ایک شخص کو گرفتار کیا ہے۔

پنجاب پبلسٹی کمیٹی کا تار کا پتہ جو اصحاب بذریعہ تار پنجاب پبلسٹی کمیٹی کو کوئی اطلاع دینا یا کچھ دریافت کرنا چاہیں۔ ان کے لئے صرف "پبلسٹی لاہور" پتہ لکھنا کافی ہے اور ٹیلیفون کا نمبر ۲۹۰ ہے۔

مشرقی بنگال میں سیلاب سمھیر سہم کو اس کے ایک نامہ نگار نے اطلاع دی ہے۔ کہ جو سیلاب میمن سنگھ کے حدود میں آیا۔ وہ بالکل غیر معمولی تھا۔ دریائے برہم پترا جو میمن سنگھ کے نیچے بہتا ہے اپنے انتہائی چڑھاؤ تک پہنچ گیا تھا اور اب تک اسی حالت میں ہے۔

نقرئی شادی کی تقریب عطایا لیڈی شیمسفورڈ کو نقرئی شادی کی تقریب پر حسب ذیل مزید عطایا موصول ہوئے ہیں۔ از مہارانی صاحبہ ہلکر ۲ ہزار روپیہ مہارانی اندوڈی ہلکر ۵ ہزار مہارانی بنارس ۱ ہزار۔

مدراس میں طلبائے انجنیری ۲۱-مارچ سال حال کو مدراس کے انجنیری کالج میں ۵۶۶ طلبہ تھے۔ جن میں سے ۳۹۲ برہمن۔ ۱۱ غیر برہمن ہندو۔ ۱۴۰ دیسی عیسائی۔ ۸ یوروپین و یوریشین اور ۵ مسلمان تھے۔

قرضہ جنگ کے آخری اعداد ۲۲ ماہ جولائی تک قرضہ جنگ کی آخری میزان ۲۹ کروڑ ۹۴ لاکھ۔ ایک ہزار ۳ سو تک پہنچ چکی ہے۔

ہیضہ کی دستبرد لکھنؤ میں مرض ہیضہ لکھنؤ میں کثرت کے ساتھ پھیلا ہوا ہے

دہلی میں نیو انڈیا کا داخلہ بند پہلے پنجاب گورنمنٹ کے حکم دربارہ ممانعت داخلہ نیو انڈیا کا ذکر کیا ہے۔ اب اخبار مذکور کا داخلہ دہلی میں بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے

جمہور کلکتہ کا داخلہ پنجاب میں بند کلکتہ کا روزانہ اخبار جمہور جو مسلمانوں کا اخبار تھا اس کا داخلہ پنجاب میں بند کر دیا گیا ہے۔

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر الفضل کے لئے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا
فہرست مضامین
اخبار
الفضل
قادیان
ایڈیٹر:- غلام نبی (بلانوی)
Digtized by Khilafat Library
جلد ۵ - از ابتدائی جولائی ۱۹۱۷ء لغایت جون ۱۹۱۸ء

الف

ب

پ

ت

د

ڈ

ذ

ر

ز

ن

و

ھ

ی

خطبات

منظومات

النظر

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب پرنٹر و پبلیشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا